جیلانی بانو اور ایوان غزل

جیلانی بانو کی پیدائش اتر پردیش کے مشہور ضلع بدایوں میں 14 جولائی 1936 کو ہوئی۔ ان کے والد حیرت بدایونی مشہور شاعر تھے اس لیے بچپن سے ہی ادب کا ماحول ملا اور ادب کے مطالعے کا شوق پیدا ہوا۔ 16 برس کی عمر میں پہلی کہانی شائع ہوئی۔ 1958 میں 22 سال کی عمر میں کہانیوں کا پہلا مجموعہ 'روشنی کے منار' شائع ہوا اور 1963 میں دوسرا مجموعہ 'نروان' سامنے آیا۔ ان کی شادی مشہور افسانہ نگار انور معظم سے ہوئی اور وہ حیدرآباد آ گئیں۔ جیلانی بانو اردو کی ہمہ جہت ادیبہ ہیں۔ انہوں نے نثر کی تمام اصناف پر طبع آزمائی ہے اس کے علاوہ انہوں نے کتابوں پر تبصرے بھی کئے۔ روزنامہ سیاست، حیدرآباد میں کالم 'شیشہ و تیشہ' بھی لکھا ہے۔ مختلف اخبارات ورسائل میں ان کی تخلیقات شائع ہوئی ہیں۔

انکی تحریروں نے شہرت اور مقبولیت کے ساتھ عزت بھی حاصل کی۔ ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں دیگر انعامات کے علاوہ 'غالب اوارڈ'، 'سوویت لینڈ نہرو اوارڈ' اور حکومت ہند کی جانب سے 'پدم شری' سے بھی نوازا گیا۔

جیلانی بانو کے دو مشہور ناول 'ایوان غزل' اور 'بارش سنگ' ہیں۔ ان کا سب سے پہلا ناول 'ایوان غزل' ہے جو 1976ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا۔ انہوں نے ابتداء میں اس ناول کا نام 'عہد ستم' رکھا تھا۔ ہندوستان اس وقت بحرانی دور سے گزر رہا تھا۔ 'عہد ستم' نام سنسر کی زد میں آجانے کے خطرے کے پیش نظر 'ایوان غزل' میں تبدیل کر دیا۔ جیلانی بانو نے 'ایوان غزل' لکھ کر اردو ناولوں میں ایک اچھے ناول کا اضافہ کیا۔ اردو کے پسندیدہ ناولوں میں اس کا شمار کیا جاتا ہے۔ جیلانی بانو کا دوسرا ناول 'بارش سنگ' 1984 کراچی پاکستان سے اور 1985 میں حیدرآباد سے شائع ہوا۔ جیلانی بانو کے ناولٹ کا مجموعہ 'جگنو اور ستارے' کے نام سے 1965 میں شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں تین ناولٹ شامل ہیں۔ جیلانی بانو کے دوسرا چار ناولٹ کا مجموعہ 'نغمے کا سفر' ہے۔ یہ 1977 میں حیدرآباد سے شائع ہوا۔ اس کے علاوہ جیلانی بانو کے چند ناولٹ رسالوں میں شائع ہوئے ہیں۔ جیسے 'گڑیا گھر' اور 'ابارشن'۔

'ایوان غزل' میں اپنے عہد کی بہتر انداز میں ترجمانی کی گئی ہے۔ اس میں حیدرآباد کی جاگیرداری زندگی کی نزاعی کیفیت، کرب والم کا خاکہ پیش کیا ہے۔ 'ایوان غزل' میں ادبی تقریبات ہوا کرتی تھیں۔ جشن قوالی، کبھی غزلوں کی شامیں، کبھی رقص کی محفلیں وغیرہ۔ واحد حسین موسیقی و رقص کے دلدادہ تھے۔ واحد حسین کے بیٹے ارشد حسین اور انکی بیوی رضیہ کو ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے اس کا نام غزل رکھا جاتا ہے۔

اس ناول کی ہیروئین غزل ہے اور ایک اہم ترین کردار ہے۔ غزل بچپن میں اسٹیج پر کام کرتی ہے۔ غزل کی زندگی میں کئی مرد آتے ہیں ہر دفعہ وہ دھوکے کا شکار ہوتی ہے۔ بلگرامی اپنی محبت کے جال میں غزل کو پھانستا ہے۔ نصیر منگنی کی انگوٹھی پہنا کر پاکستان چلا جاتا ہے۔ غزل بھی نصیر کو چاہنے لگتی ہے اور نصیر کا انتظار بھی کرتی ہے۔ ادبی تقریب میں مشہور و مقبول شاعر سرور غزل کی زندگی میں آتا ہے لیکن غزل سرور کی محبت کے جال میں نہیں پھنستی ہے اور سرور کو غریبی کی وجہ سے ٹھکرا کر ایک ڈاکٹر سے شادی کر لیتی ہے۔ اُسی اثنا میں نصیر پاکستان سے آجاتا ہے اور اپنی منگنی کی انگوٹھی واپس لینے کے لئے غزل کے قریب آتا ہے اور غزل پھر نصیر کی محبت میں مبتلا ہو

جاتی ہے۔ نصیر جب انگوٹھی غزل سے واپس لے لیتا ہے تو وہ یہ صدمہ برداشت نہیں کر پائی اور اس کی وفات ہو جاتی ہے۔ دراصل غزل کا کردار یہ بتاتا ہے کہ نوابین کے گھر میں عورت کی حیثیت سوائے اس کے کچھ نہ تھی کہ اس پر غزلیں لکھی جائیں اور جس کے وجود سے ان کے تخیل کا چراغ روشن ہو۔ غزل ان عورتوں میں سے ہے جن کے پاس جینے کا اختیار ہے نہ اپنی مرضی کی زندگی بسر کرنے کا۔ مردوں کے ہاتھوں برباد ہوتی عورتوں کی ذات، ان کی انا اور ان کا تشخص دراصل اپنے عہد کی عکاسی کرتا ہے۔

ایوان غزل میں غزل کی طرح بی بی کا کردار بھی اہمیت کا حاصل ہے۔ بی بی واحد حسین کی بیویوں میں سے ایک ہیں۔ بی بی کا کردار بغیر کسی تبصرے کے اس اقتباس سے ملاحظہ فرمائیے:

> ”پانچ ہزار کے نقد کے لالچ نے منشی صاحب کو پگھلا دیا۔ ایوان غزل کے سب سے بڑے ہال بہت الغزلٰ میں بی بی دلہن بنی اپنا جلوہ دکھا رہی تھیں۔ جب چار مضبوط عورتوں نے مل کر نکاح کے اقرار کو ان کی گردن پکڑ کر بلائی تو وہ بے ہوش ہو گئیں اور دُلہا کے بدلے سب سے پہلے ان کی صورت حکیم نے دیکھی۔

بی بی بہت بھولی اور معصوم تھیں۔ دنیا سے بے خبر۔ اپنا حق مانگنے کی بھی پرواہ نہیں کی۔ بی بی کے مزاج کو سمجھنے کے لئے یہ اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

> ”بی بی بڑے ٹھنڈے خون کی تھیں اور تین برس گزرنے کے باوجود وہ اپنے کو ایوان غزل کی ملکہ کے بجائے ایک چپراسی کی لڑکی ہی سمجھتی ہیں۔ انہوں نے اپنے سارے اختیارات لنگڑی پھوپھو کو سونپ دیئے تھے اور خود سارے گھر کی ذمہ داریوں سے الگ تھلک بناؤ سنگار کے خوشبوؤں میں بسے چم چم کرتے کپڑے پہنے کلدیوں میں سنہرے نگوں کا جوڑا چمکاتی مسہری پر بیٹھی رہتی تھیں۔ یا پھر ناولیں پڑھنے میں وقت گزرتا۔ ماماؤں سے شہر کی اہم خبروں پر تبصرہ ہوتا۔ یا پھر پردہ لگی موٹر میں بیٹھ کر وہ رشتہ داروں کے ہاں ملنے چلی جاتیں۔ انھیں بالکل خبر نہ ہوئی کہ آج گھر میں امباڑے کی بھاجی پکی ہے یا پالک کی۔ واحد حسین کا کن کن چیزوں سے پرہیز ہے۔ البتہ واحد حسین کمرے میں آتے تو وہ نئی دلہن کی طرح سمٹ کر بیٹھ جاتیں۔ ان کی ہر خواہش پر حکم کو بصد چشم قبول کرنے کو تیار۔ واحد حسین نے بھی بی بی کو اپنی ساری چابیاں سونپ دی تھیں۔ یہ وہ عورت تھی جس نے پچیس برس کی عمر میں پچیس عشق کرنے والے واحد حسین کو اپنے پاس بٹھایا تو پھر وہ کسی طرف نہ دیکھ سکے۔ مگر اس ڈیوڑھی میں لا کر تین بچوں کی ماں بنا کر بھی بی بی ان کے ہاتھوں نہیں آئی تھیں۔

ناول میں جاگیر دارانہ ماحول کو پیش کیا گیا ہے۔ عورتیں کسی نہ کسی رُخ سے استحصال کا شکار ہیں اسی وجہ سے دبی دبی سی بغاوت کا جذبہ رکھتی ہیں۔ انہیں یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ عورت کو وہ کچھ نہیں ملا جی کی وہ حقدار ہیں۔ ان کی زندگی بڑی حد تک گھریلو رہی ہے۔ الک طرف وہ ممتا بھری ماں ہیں تو دوسری طرف سگھڑ بیوی جو ہر دم شوہر کے آرام و آسائش کا خیال رکھتی ہیں۔ حویلیوں، محلوں، اور ایوانوں میں عورتوں کی زندگی ایک مخصوص دائرے کے گرد گھومتی ہے۔

ناول کا پس منظر انگریزوں کی آمد سے جڑا ہے۔انگریزوں کی آمد نے برصغیر میں تہلکہ برپا کر دیا۔ ایسے اثرات اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے گئے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک جما جمایا نظام خلفشار کا شکار ہونے لگا۔ جاگیرداری نظام، نوابوں کی زندگی، وظیفہ خواروں کے حالات دیکھتے ہی دیکھتے بدل گئے سماجی و تہذیبی زوال کا باعث بنے۔جیلانی بانو کا ناول' ایوان غزل ' بھی ایسے ہی ماحول کی عکاسی کرتا ہے۔ جہاں' ایوا ن غزل 'محض ایک عمارت نہیں بلکہ ایک پوری تہذیب کا استعارہ بن کر سامنے آتی ہے۔ یہاں کے لوگ، ان کی زبان، ان کے بدلتے حالات، نوابی شان و شوکت کی ریتلی چوٹیوں پر کھڑے ان لوگوں کے پیروں تلے سے ریت کھسکنے لگی تھی۔ 'ایوان غِزل' نئے حالات کے سامنے اس تہذیب کے دم توڑنے کا حال ہی نہیں سناتا بلکہ ایوا ن غزل میں بسنے والوں کی اگلی نسلوں کے بدلتے حالات اور ان کی زندگیوں کے نئے شب و روز کو بھی نہایت خوبی سے بیان کرتا ہے۔ انگریز کے لائے ہوئے نظام نے جہاں حکومتی سطح پر تبدیلی پیدا کی، وہیں تہذیبی اور معاشرتی سطح پر تبدیلی کا سب سے بڑا سبب انگریزی تعلیم تھی جس نے اعلیٰ طبقے میں آزاد روش پیدا کی۔ ایک طرف نوابی نظام کی بے اعتدالیاں ہیں تو دوسری طرف نئی نسل کی بے پروائی اور بڑھتی ہوئی بغاوت جوا پنے اصل سے ہے، قدیم و جدید کے نظریاتی اور عملی فرق کی تفسیر واحد حسین کی زندگی کے گزرتے برسوں اور اس کی آنے والی نسلوں کے بدلتے حالات، ان کی زندگیوں اور شب روز میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ایوا ن غزل کا کینوس اس لحاظ سے وسیع تر ہے کہ واحد حسین کے دولت کدے یعنی' ایوا ن غزل 'کو حیدر آباد کی تہذیب کی علامت کی حیثیت سے دیکھا اور پرکھا گیا ہے۔جو تہذیب کے زوال کے پہلے اور بعد کے حالات کا احاطہ کرتا ہے۔